بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مظلوم افغانستان
اور علماء کرام کے لئے لمحۂ فکریہ

ایمان و یقین اور غیرت و حمیت کی سرزمین افغانستان آج سرخ کفر کمیونزم کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ اخلاقی اور انسانی قدروں کا دشمن روس اپنے بے ضمیر ننگ ملت ننگ وطن ننگِ قوم کارندوں اور ایجنٹوں کے ذریعہ اور درپردہ خود ہی اس سرزمینِ مقدس کو اسلام کے متوالے علماء و مشائخ، اہلِ دین اور اہلِ درد غیور مسلمانوں کیلئے جہنم کدہ بنا چکا ہے۔ دین اور شعائرِ دین ایک ایک کر کے مٹائے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف حمیت اسلامی اور غیرتِ ایمانی سے سرشار اور جذبۂ جہاد و سرفروشی سے مالامال اربابِ عزیمت و جہاد ہیں جو سب کچھ لٹا کر دینِ حق کی حفاظت اور اہلِ کفر کے تعاقب و استیصال میں سربکف ہو چکے ہیں اور میدانِ کارزار میں مصروفِ جنگ و جہاد ہیں۔ ان لوگوں کے پاس مادی وسائل ہیں نہ ظاہری اسبابِ فتح و کامرانی اللہ صرف اور صرف نصرتِ ایزدی پر یقین و اذعان ہی انکا سرمایہ ہے۔ اور یہی سرمایۂ غیبی آج بھی —— کم من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبت فئۃً کثیرۃً باذن اللہ کے مطابق ان ضعفاء مجاہدین اور مستضعفین مہاجرین کی عزیمت و استقامت کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ مگر کیا جان نثاری اور سرفروشی اور یہ مومنانہ جہاد و جہد صرف افغانستان کے علماء و مشائخ اور مسلمانوں کا فریضہ ہے۔؟ کیا کمیونسٹوں کی سفاکانہ قسطائیت اور شرمناک وحشت و بربریت کا مقابلہ صرف افغانستانی مجاہدین کے بس میں ہے۔؟ اور کیا یہ صرف ان کی ذمہ داری ہے۔؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ روس صرف افغانستان پر قناعت نہیں کرے گا؟ بلکہ وہ اس انقلاب کو افغانستان کے پڑوسی ممالک بالخصوص پاکستان کیلئے ایک ذریعہ اور وسیلہ سمجھتا ہے۔ خدانخواستہ وہ گرم پانیوں کو پہنچ کر دم لے گا۔ اور کیا خلیج عرب اور آگے چل کر مرکزِ اسلام جزیرۃ العرب اس کے تگ و تاز سے محفوظ رہے گا۔

کمیونزم کا پاکستان کے اردگرد منڈلانے والا سرخ سیلاب اور سرحد و بلوچستان کے دروازوں پر یہ دستک، کیا پاکستان اور پورے عالمِ اسلام کو جگانے اور جھنجھوڑنے کیلئے کافی نہیں۔ افغانستان کا معاملہ اگر داخلی معاملہ ہے تو پھر کشمیر و قبرص، ایریٹریا اور فلسطین اور ہندوستان کی مظلوم و مقہور مسلم اقلیت پر بھی عالمِ اسلام کو سوچنے اور بولنے کا جواز نہیں رہ سکے گا۔ اور ملتِ مسلمہ کا ایک جسدِ واحد اور بنیانِ مرصوص ہونے

باتیں صرف عہدِ پارینہ کی یادیں بن کر رہ جائیں گی اور پھر کیوں ایک ارب سے زائد افراد کی وحدتِ اسلامیہ اپنے دورِ زوال و استدبار کیطرح ذلیل و مقہور اور اعداءِ اسلام کے لئے لقمۂ تر نہیں بنے گی۔؟ آج کفر کی ملّتِ واحدہ (مغرب و مشرق کی ساری غیر مسلم قومیں) افغانستان کے مسئلہ پہ چپ سادے ہوئے ہے جب کہ مغرب کے یہی عیار کسی ایک قاتل اور ظالم کی سزا پہ مسلمان ممالک کے خلاف طوفان بدتمیزی اٹھا دیتے ہیں مگر آج افغانستان لٹ رہا ہے اسکی ردائے حمیّت اور عبائے عظمت و حریت تار تار کی جا رہی ہے مگر پورا یورپ خاموش ہے۔ کیا یہ اس ارشادِ نبویؐ کی ایک اور واضح تصدیق نہیں کہ : انّ الامم تداعی علیکم کتداعی الاکلۃ الی قصعتہا۔ (اوکما قال) (دنیا کی قومیں تمہارے تخت و تاراج کیلئے ایسی گرم ہوگئیں ہیں جیسے کھانے والے دستر خوان پہ ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔) —— خاکم بدہن اگر آج کابل و ہرات کو سمرقند و بخارا بنتے دیکھ کر بھی ہماری غفلت ختم نہیں ہو سکتی اور ہمارا چین و سکون، کرب و الم اور اضطراب سے بدل نہیں سکتی تو پھر پوری ملّت کی مرگِ اجتماعی پہ ماتم کر لیجئے۔ اور اپنی عافیت و آزادی کا بھی فاتحہ پڑھ لیجئے کہ ملّتِ مسلمہ کی حیات و بقاء تو جہاد و سرفروشی ہی سے وابستہ ہے۔ آج مجروح و مظلوم افغانستان ہم سب کو پاکستان و ایران کو، جزیرۃ العرب اور مصر و شام کو پکار رہا ہے —— اور ملتِ اسلامیہ کا فریضہ ہے کہ مسلمانوں کی متاعِ عظمت و شوکت پہ شبخون مارنے والے روس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے للکارے کہ انسانیت کے اسے ذلیل و خونخوار دشمن تو کون ہے مسلمانوں کا ہمدرد و غمگسار بننے والا۔ مسلمانوں کے مسائل، عالمِ اسلام کے قضایا اور کسی بھی اسلامی مملکت کی مشکلات کے حل کیلئے خود عالمِ اسلام ہی کافی ہے۔ کاش! آج پورے عالمِ اسلام کا نعرہ بن جائے کہ اسلامی ممالک کے مسائل کے حل کیلئے خود عالمِ اسلام ہی کافی ہے۔ نہ تو عیار و مکار مغربی سامراج کی ضرورت ہے نہ ظلم و بربریت کے علمبردار کمیونسٹ بلاک کو ہمارے مسائل میں ٹانگ اڑانے کی حاجت۔

افغانستان کی یہ صورت حال آج پاکستان کے علماء کرام و مشائخ اور دینی و علمی حلقوں کے لئے بہت بڑا سوالیہ نشان بنا ہوا ہے کہ کیا ہم اس نازک موڑ پر اپنے فریضہ اور مسئولیت خداوندی سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں کیا اس المیہ نے ہمارے چین اور سکون کو چھین لیا ہے؟ کیا ہماری فکری، علمی اور عملی توانائیاں اس جہاد میں شریک ہیں؟ اور کس حد تک اس عظیم دعوتِ نفیر (انفروا خفافاً وثقالاً) پہ ہم نے لبیک کہا ہے؟ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ خصوصاً علماء کرام کے لئے مسئلہ افغانستان پہ اتحاد و یگانگت کے ساتھ دو ٹوک اور متفقہ مؤقف اختیار کرنے کا ہے۔ اشتراکیت اور اشتراکی ہم نوا۔ اسلام اور عالمِ اسلام کے لئے ایک گالی اور ایک چیلنج ہیں۔ اس بارہ میں ذرا بھی تردد، تذبذب، حکمت عملی اور مصلحت بینی کا کوئی بھی توجیہ خواہ ملک سے باہر اشتراکیت سے ہو یا اندرونی اشتراکیت نواز عناصر سے) اسلام کی نگاہ میں کفر اور نفاق سے کم نہیں۔ وہ لوگ جن کی ایمانی غیرت

مٹ چکی ہے اور دینی حمیت کافور ہو چکی ہے۔ جو سیاست اور مغربی جمہوریت کے پُر فریب ناموں کے بھینٹ پر انسانی اخلاقی اور اسلامی قدریں قربان کرنا چاہتے ہیں خواہ اس "کالی دیوی" کی رضا جوئی کے نتیجہ میں۔ اس ملک میں خدا اور رسول ؐ اور مذہب و شریعت سے ہاتھ دھونا پڑ جائے۔ اور یہاں کی حالت بھی کابل و قندہار اور ہرات کی طرح بن جائے۔ والا فعلہا اللہ۔ ایسے لوگ زندگی کے جس طبقہ سے بھی تعلق رکھتے ہوں خداوند قدوس کے نزدیک ارذل الخلائق اور ننگ انسانیت اور زمین کے لئے ایک بوجھ ہیں۔ جس کا باطن ان کیلئے ظاہر سے بہتر ہے۔ ایسے ناعاقبت اندیش اعداء دین و ملت سیاسی لیڈر ہوں یا خدانخواستہ علماء کے لبادہ میں علم اور شریعت کے لئے ایک گالی ہوں خدا کے نزدیک مبغوض و ملعون مخلوق ہے۔ کہ جان بوجھ کر ملک و ملت کو ہلاکت، تباہی اور کفر و الحاد کے راستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ علماء حق اور ارباب عزیمت کا مقام و کردار تو اس وقت وہ ہونا چاہئے جو کابل کے غیور و جسور علماء اور دین کے نشہ سے سرشار طلبۂ مدارس عربیہ اور اہل درد مسلمان افغانستان میں ادا کر رہے ہیں۔ اگر کوئی وہاں کے خلقی اور پرچمی کمیونسٹوں یا کمیونسٹ نوازوں سے لڑنا تو جہاد سمجھتا ہے اور پاکستان کے خلقی اور پرچمی لادین عناصر کو نئی زندگی بخشنا چاہتا ہے۔ اس کے پرورش اور امتحان میں لگا ہے اور اس شجرۂ خبیثہ (جس کے استیصال اور بیخ کنی میں صدی ہجری کی تقریباً ایک دہائی خرچ ہوئی، اور اہل علم و دین کی بہترین طاقت اور جان و مال کی قوت اسی سے جہاد میں صرف ہوئی) کی دوبارہ آبیاری کرتا ہے۔ تو ایسے لوگ یا تو اللہ و رسول پر ایمان سے عاری ہیں یا کمیونسٹوں کے زرخرید غدار۔ اور یا عقل و خرد کے متاع سے قطعی تہی دامن اور خداوند کریم کے الفاظ میں کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انكاثا کے مصداق ہیں یعنی وہ جو بڑھیا جو دن بھر کی محنت کو سرِ شام اپنے ہی ہاتھوں برباد کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس روزِ بد اور شرمناک موقف سے ہمارے تمام علماء حق اور مشائخ اور اہل صدق و صفا کو بچائے۔

اس صورت حال میں اہل درد کو بجا طور پر درد اور احساس ہے کہ علماء کرام کا شیرازہ از سرِ نو مجتمع ہو اور وہ سب باہمی سر جوڑ کر افغانستان کی صورت حال، اشتراکیت سے جہاد اور اندرونِ ملک لادینی اور اشتراکی عناصر کے بارہ میں قطعی پروگرام اور لائحہ عمل طے کر سکیں۔

الحمد للہ کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ اپنی دینی مشغولیت اور مقام و مرتبہ کی بناء پر اس مسئلہ کا شدید احساس کر رہے ہیں۔ اور بعض مخلص اہل درد علماء اور غیور و جسور تلامذہ اور ارباب زہد و تقویٰ سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔

واللہ یقول الحق وهو يهدی السبیل

سمیع الحق